ڈاکٹر خواجہ محمد سعید

دانتے کی فکر میں مابعدالطبیعیاتی تصورات اوران کا اسلامی پس منظر

Dante is a great philosopher of his time and his Devine Comedy is one of the great literary works of the world. This article attempts to indicate influence of Islamic thought in this epic.

دانتے کی نظم طربیہ خداوندی دراصل سیر ملکوت ہے۔اس میں وہ سفر ملکوت کے تمام احوال بیان کرتا ہے۔ یہاں ایک نکتہ کے وضاحت ضروری ہے کہ اس نظم کے نام کے ساتھ لفظ خداوندی بعد میں جڑا گیا ہے۔دانتے کے اس سفر ملکوتی میں خضر راہ بنیادی طور پر عظیم لاطینی شاعر ورجل اور اس کی محبوبہ بیاتریچے ہیں۔ بیاتریچے جس کے ملکوتی حسن نے پہلی ہی نگاہ میں دانتے کو اپنا گرویدہ بنادیا۔دانتے کے خیال کے مطابق اس کی نگاہ کی پاکیزگی کا یہ عالم تھا کہ وہ جس بھی چیز پر نگاہ ڈالتی تھی اُسے بھی پاکیزہ کردیتی تھی۔فلسفہ محبت کے حوالے سے شاید دانتے مولانا روم کے بتائے ہوئے اصول سے واقف تھا۔مولانا فرماتے ہیں۔

عشق را جان زنی نورے شود

عشق رابرتن زنی نارے شود

ترجمہ: عشق اگر دل و جاں کے لئے حاصل کیا جائے تو یہ نور اور روشنی بن جاتا ہے لیکن اگر جسمانی ضرورتوں کی خاطر حاصل کیا جائے تو یہ آگ بن جاتا ہے۔

یہی وہ انداز محبت تھا جس کی بدولت دانتے کی زندگی میں ایک روحانی فلسفیانہ انقلاب برپا ہوا۔زیر نظر مقالہ دانتے کی شخصیت اور اس کے مابعدالطبیعیاتی تصورات پر اسلامی اثرات کے حوالے سے زیر بحث ہے۔

طربیہ خداوندی دراصل ایک خیالی سفر ہے۔اس سفر میں دانتے دوزخ، برزخ اور جنت کی سیر کرتا ہے جہاں اسے نوع انسانی کے بہت سے لوگ عذاب پاتے ہوئے یا لذت اٹھاتے ہوئے ملتے ہیں۔ یہاں ایک بنیادی نکتہ کی وضاحت ضروری ہے کہ دانتے کا یہ خیالی سفر اپنے فکر و فن میں کس حد تک اس کی

Scanned by CamScanner

اپنی تخلیق ہے؟ دانتے کی وفات ۱۳۱۲ء میں ہوئی۔ اسلام کا ظہور اس سے کئی صدیاں پہلے ہو چکا تھا نبی پاک ﷺ نے ملکوت کی سیر کی۔ دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ اسراء و معراج کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خاوندی ہے۔

"وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اُسے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے" ﴿۱﴾

اگرچہ علماء میں معراج کے واقعہ کے بارے میں جسمانی یا روحانی حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے مگر ہر دو طبقات میں اس واقعہ کی نفی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا یعنی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ یہ واقعہ سیرت طیبہ کا بڑا اہم واقعہ ہے۔ اسرار کے معنی رات کے وقت چلنے یا لے جانے کے ہیں۔ انبیاء کے لئے بعض اوقات مادیات یا محسوسات کے پردے ہٹا دیے جاتے ہیں۔ اس کے لئے ظاہری قوانین فطرت یا علت و معلول کی جو شرائط اس مادی دنیا میں پائی جاتی ہیں ان کو وقتی طور پر معطل کر دیا جاتا ہے۔ اسی صورت میں زماں و مکاں کے مقولات کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی یعنی وہ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بہت سے انبیاء کی زندگی میں ایسے واقعات رونما ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت ارض و سماوت کا مشاہدہ کروایا گیا۔ تورات کی روایت کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام جب بیر سبع سے نکلے اور حاران کی طرف روانہ ہوئے تو غروب آفتاب کے بعد ایک مقام پر لیٹ گئے۔ وہاں خواب دیکھا کہ زمین سے آسمان تک ایک زینہ لگا ہوا ہے۔ جس سے فرشتے اتر اور چڑھ رہے ہیں۔ خدا اس پر کھڑا ہے۔ خدا نے یعقوب علیہ السلام سے کلام کیا اور کہا کہ میں خدا ہوں، تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق کا خدا۔ جس زمین پر تو سوتا ہے وہ تجھ کو اور تیری نسل کو دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اللہ رب العزت کا دیدار ہوا۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ملکوت کی سیر کے حوالے سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ میں پیش آیا۔ آپ نے مسجد اقصیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد ملاء اعلیٰ کا سفر شروع ہوا۔ پہلے آسمان پر آپ ﷺ کو دو نہریں نظر آئیں ان میں سے ایک کوثر کی نہر تھی جس کو اللہ رب العزت نے بطور خاص آپ ﷺ کے لئے رکھا ہے۔ اس کے بعد دوسرے آسمان پر تشریف لے گے وہاں حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ اسی طرح ساتویں آسمان تک مختلف انبیاء سے ملاقات ہوتی رہی۔ آپ ﷺ کو جنت کی سیر کروائی گی حتی کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ آپ ﷺ نے اعراف، جنت اور دوزخ کے تمام احوال اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اگر ہم نبی پاک ﷺ کی معراج اور دانتے کے سفر ملکوت کا موازنہ کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے دونوں جگہ سفر رات کو شروع ہوتا ہے۔ دونوں جگہ میں پہاڑ کی چڑھائی آتی ہے۔ اعراف، دوزخ اور جنت کی سیر دونوں واقعات میں ملتی ہے۔ دونوں واقعات میں اختتام عرش الٰہی پر ہوتا ہے۔ دونوں اپنی زبان سے

Scanned by CamScanner

ان واقعات کو بیان کرنے چاہتے ہیں۔ دونوں اپنے اپنے سفر میں ان ارواح سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں جن سے شناسائی رہے چکی ہے۔ دونوں کے مناظر میں خاصی مماثلت پائی جاتی ہے۔ نبی پاک ﷺ کے رہبر دو فرشتے ہیں جب کہ دانتے کے رہبر انسان ہیں۔ دونوں کے سفر کا آغاز یروشلیم سے ہوتا ہے۔ دونوں کے ہاں زانی اور سودخور کی سزا یکساں ہے۔ دانتے کے کہانی میں قسطورئین تیر اور اسلام کی معراج میں پتھر برستے ہیں۔ دونوں واقعات میں افلاک کے سیر ہوتی ہے۔ دونوں واقعات میں رہبر ایک ہے۔ نبی پاک ﷺ کے رہبر جبریل امین ہیں جب کہ دانتے کی رہبر بیاتریچے ہے۔ اسلامی افلاک میں پیغمبر رہتے ہیں مگر دانتے کے افلاک میں وہ صوفیاء بن جاتے ہیں۔ اسلام کے واقعہ معراج اور دانتے کے سفر ملکوت میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ نبی پاک ﷺ کئی بار فرماتے ہیں کہ نور کی کرنیں نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہیں دانتے کے تصور بہشت کے مناظر میں بھی ایسے ہی الفاظ ملتے ہیں مثلاً فلک قمر پر بیاتریچے کا نور ﴿۲﴾ مریخ میں حضرت مسیح کی صورت جہاں شہداء آپ کو گھرے ہوے ہیں ﴿۳﴾ جبریل کا نور ﴿۴﴾ ذات الٰہی کا نور ﴿۵﴾ مقدسوں کی فتح کا نور ﴿۶﴾۔ نبی پاک ﷺ کو جبریل امین تسلی دیتے ہیں اسی طرح دانتے کی نظم میں یہ فریضہ بیاتریچے ادا کرتی ہے۔ نبی پاک ﷺ جب عرش الٰہی کو دیکھتے ہیں تو ساری کائنات اور تمام موجودات بے معنی ہو کر رہے جاتے ہیں دانتے فلک ثوابت پر اپنے اندر یہی قوت بصارت پاتا ہے۔ اس کی نظر میں تمام افلاک آ جاتے ہیں۔ دانتے کے زمانے میں قرآن پاک کا لاطینی ترجمہ ہو چکا تھا۔ اگر ہم اس نظم کا عمیق جائزہ لیں تو اس میں نبی پاک ﷺ، حضرت علیؓ، ابن رشد، ابن سینا اور صلاح الدین ایوبی کا بھی ذکر ملتا ہے اس کے علاوہ دجلہ و فرات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ دانتے نے اپنی نظم میں دوزخ، برزخ اور جنت کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں اور ابن عربی کے نقشہ میں جو انھوں نے اپنی کتاب الفتوحات المکیۃ میں پیش کیا ہے دونوں میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ ایک بنیادی سوال ہمارے سامنے آتا ہے کہ کیا دانتے اسلام کے واقعہ معراج کے بارے میں نہیں جانتا تھا؟

تیرہویں صدی کو ہم دانتے کی روحانی اور فکری تشکیل کا عہد کہہ سکتے ہیں۔ دانتے کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ بیاتریچے سے اُس کا عشق ہے (بیاتریچے کا لفظی ترجمہ ہے ''مسرت روحانی سلطنت'')۔ نظم طربیہ خداوندی نے دانتے کو ادبیات عالم میں بلند و بالا مقام عطا کیا۔ اس نظم کے مصروں کی کل تعداد چودہ ہزار دو سو تینتیس ''۱۴۲۳۳'' ہے۔ یہ نظم ایک سو قطعات پر مشتمل ہے ان میں سے چونتیس ''۳۴'' قطعات دوزخ سے تینتیس ''۳۳'' قطعات برزخ اور جنت کے احوال بیان کرتے ہیں لیکن مصرعوں کے لحاظ سے تقریباً تینوں برابر ہیں۔

دانتے کے لئے عدد تین کی بڑی اہمیت تھی۔ طربیہ خداوندی میں اس عدد کا بڑا عمل دخل ہے اس نظم کے تین حصے ہیں جو دراصل مرنے کے بعد کی زندگی کے تین مراحل ہیں ان میں دوزخ، برزخ اور جنت شامل ہیں۔

Scanned by CamScanner

آخرت کی زندگی کے بارے ہیں اسلام اور عیسائیت میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔امام غزالی نے اپنی کتاب ''احیائے علوم الدین'' میں آخرت کی زندگی کے بارے میں چار مدارج بتائے ہیں۔ان کی اس کتاب کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا۔ان کے خیال میں آخرت کی زندگی کے چار مدارج میں خلود فی النار، خلود فی الجنتہ، برزخ اور اعراف شامل ہیں۔ان کا خیال تھا کہ عذاب برزخ محض گناہوں کی تطہیر کے لئے کے لئے ہے جبکہ خلود فی النار کا عذاب ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ رب العزت پر ایمان نہیں لائے اور اُس کا انکار کیا یعنی یہ عذاب کافروں کے لئے ہے۔چوتھی منزل اعراف کی ہے یہ وہ مقام ہے جس میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی زندگی میں نہ کوئی نیکی کی ہے اور نہ ہی کوئی گناہ کیا ہے۔ان لوگوں کو کوئی عذاب نہ ہوگا مگر یہ لوگ اللہ رب العزت کی رحمت کے بھی حقدار بھی نہ ہوں گیان میں مجذوب اور کافروں کے وہ بچے شامل ہیں جو کہ سن بلوغت سے پہلے ہی فوت ہو گئے یا وہ لوگ جن تک اسلام کا پیغام ہی نہیں پہنچا اور وہ لاعلمی میں فوت ہو گئے۔

دانتے اپنی نظم طربیہ خداوندی میں سب سے پہلے جس مقام کی سیر کرتا ہے وہ Limbo یا اعراف ہے۔Limbo دراصل یونانی زبان کا لفظ ہے۔جس کے معنی کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔البتہ ورجل، اوڈ اور استاتیوس نے اس لفظ کو لباس کے نچلے کنارے کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔چھٹی صدی میں اس لفظ کا استعمال ساحل کے معنی میں ہونے لگا۔اسلام میں اور دانتے کی نظم طربیہ خداوندی میں جن ارواح کو اعراف میں جگہ دی گی ہے بائبل اور کلیسا کی تحریروں میں ان ارواح کو سینہ آدم میں جگہ دی گی ہے۔

عیسائیت میں لفظ اعراف کب آیا اس کا ہمارے پاس کوئی تاریخی یا تحریری ثبوت نہیں البتہ اس کا استعمال پیٹر لومباڈ کے نقادوں کے ہاں ملتا ہے جو کہ دانتے کے ہم عصر تھے۔سینٹ طامس اکوئنیس سینہ آدم کے لئے لفظ'' خلاصہ لاہوتیہ'' استعمال کرتا تھا۔مگر اپنی ایک کتاب جس کا نام'' Supplementum tirtire partis'' ہے اُس میں''Limbus'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔دانتے کے خیال میں اعراف دوزخ کے اوپر کا حصہ ہے یعنی یہ ایک حجرہ ہے جہاں دوزخ کے استقبال کا انتظار کیا جاتا ہے۔یہ حجرہ بھی مزید حصّوں میں تقسیم ہے۔دوزخ کا حجرہ انتظار جو کہ ایک کشادہ جگہ ہے اس میں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں نہ کوئی نیکی کی ہے اور نہ ہی کوئی بدی کی ہے یا دانتے کے خیال کے مطابق وہ فرشتے ہیں جنہوں نے لوسفیر کی بغاوت کے وقت غیر جانبداری کا ثبوت دیا﴿۷﴾۔اور اصل اعراف وہ جگہ ہے جو کہ ایک سایہ دار وادی ہے۔جس میں قلعہ ہے اور اس قلعہ کو سات دیواروں نے گھیرا ہوا ہے ان دیواروں میں سات دروازے ہیں جو کہ ایک کشادہ چراگاہ میں کھولتے ہیں﴿۸﴾

یہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے مسحیت کو نہیں پایا یعنی اُس کی آمد سے پہلے ہی اس دنیا فانی سے چل بسے یا مسلمان فلاسفہ، ماہر اخلاقیات یا معصوم بچے ان لوگوں کا عذاب محض اخلاقی ہے یہ لوگ بہشت

Scanned by CamScanner

کی نعمتوں اوردوزخ کے عذاب سے دور ہوں گے۔قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے

''ان دونوں یعنی بہشت اور دوزخ کے درمیان اعراف نام کی ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو یہ لوگ ابھی بہشت میں داخل نہیں ہوں گے مگر امید رکھتے ہوگے'' ﴿۹﴾

مولانا مودودی قرآن پاک کی تفسیر تفہیم القرآن میں اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ یعنی یہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہوں گے جن کی زندگی کا نہ ہی مثبت پہلو ہی اتنا قوی ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں اور نہ ہی منفی پہلو ہی اتنا قوی ہوگا کہ دوزخ میں جھونک دیے جائیں اس لئے وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک سرحد پر ہوں گے۔

عربی میں لفظ اعراف کے معنی پردے کے اوپر کے حصے کے ہیں۔اس لفظ کا استعمال کسی چیز کی حد یا کنارے کے طور پر بھی ہوتا ہے۔اسلامی روایات میں اعراف کی تفصیلات کچھ یوں ہیں کہ یہ ایک وسیع وعریض وادی ہے جس میں پھلدار درخت ہیں اور یہ وادی ایک اونچی پہاڑی کے دامن میں ہے یا اس کے ارد گرد ایک اونچی دیوار ہے اس دیوار میں ایک دروازہ اور متعدد روشن دان ہیں جو کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ہیں۔

دانتے نے جن سات دروازوں اور سات دیواروں کا ذکر کیا ہے وہ اُس نے اسلامی تصور بہشت کی آٹھ دیواروں اور آٹھ دروازوں کی نقل کی ہے۔ابن عربی نے اپنی کتاب الفتوحات المکیہ میں جنت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ایسا ہی ہے﴿۱۰﴾ ابن عربی کا خیال تھا کہ اعراف مختلف لوگوں کی جگہ ہے ان لوگوں میں وہ شہداء جنھوں نے اپنے والدین کی نافرمانی کی ہے،مغرور علماء،مسلمانوں اور کافروں کے وہ بچے جو سن بلوغت سے پہلے اس دینا فانی سے چل بسے اور وہ جنات جو نبی پاک ﷺ پر ایمان لائے شامل ہیں۔دانتے نے بھی ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانہ اعراف ہی بتایا ہے۔دانتے کے خیال میں اعراف کی پہاڑی کی چوٹی ایک کشادہ جگہ ہے جس میں خونصورت سایہ دار درخت ہیں اور فضاء میں خوبصورت موسیقی لہریں پیدا کر رہی ہے۔یہاں اس کی ملاقات پہلے بیاتریچے سے ہوتی ہے پھر وہ ماریلدا سے ملتا ہے۔ماتیلدا اس کو لیتھ میں غسل دیتی ہے۔

دانتے نے دوزخ کا جو نقشہ اپنی نظم میں پیش کیا ہے اس کے بارے میں اس کے نقادوں کا خیال تھا کہ وہ اسے دانتے کی ذاتی ذہنی اختراع ثابت کریں جس میں کوئی بیرونی (اسلامی) آمیزش شامل نہ ہو۔ اگر چہ دانتے نے بڑی دلیری کے ساتھ زمانہ قبل مسیحی کے مذہبی اساطیر اور عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے حوالوں سے مماثلت کی بہت سی جہتوں کا ذکر کیا ہے مگر وہ قبول اسلام سے کوسوں دور رہا۔اس کے باوجود اُس نے مصری، بابلی اور آشوری وغیرہ جیسے عناصر پر بھی گفتگو کی ہے۔پلاسیوس کو بڑی خیرت ہوئی

Scanned by CamScanner

کیونکہ آخرت کی زندگی کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات اسلام نے فراہم کی ہیں۔قرآن پاک کے آخری دس پارے صرف اور صرف آخرت کی زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ یہاں ایک نکتہ کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔اگر ہم قرآن پاک کا عمیق جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ پہلے دس پاروں کی آیات لمبی ہیں مگر آخری دس پاروں کی آیات چھوٹی ہیں مگر ان میں زور زیادہ ہے جس طرح پانی جب کھلی جگہ سے گزرتا ہے تو اس میں زور کم ہوتا ہے لیکن جب تنگ جگہ سے گزرتا ہے تو اُس میں زور زیادہ ہوتا ہے اسی طرح قرآن کے آخری دس پاروں کی آیات چھوٹی ہیں مگر ان میں زور زیادہ ہے۔قرآن پاک میں آخرت کی زندگی پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

اگرچہ قرآن پاک میں دوزخ کا کوئی واضح نقشہ نہیں ملتا ہے لیکن بعض اسلامی راویات کے مطابق اس کو روئے زمین کے نچلے حصے میں بتایا گیا ہے۔ایک روایت کے مطابق یہ ایک گہری کھائی ہے ایسی گہری کھائی جس میں ایک پتھر پھینکا جائے تو اُسے سب سے نچلے حصے تک پہنچانے میں ستر سال لگ جائیں گے ﴿۱۱﴾ ان روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ کھائی بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی مشرقی دیوار کے نیچے یا اُس کے آس پاس زمین کے نیچے ہے جہاں ارواح کا کنواں ہے ﴿۱۲﴾ دانتے کی نظم میں بھی یہی نقشہ ملتا ہے اُس نے اس مقام کو آسمانی یروشلیم (بیت المقدس) اور زمینی یروشلیم کی اُفقی سطح پر دکھایا ہے۔اُس نے اس شہر کی جو تصویر پیش کی ہے وہ اسلام کے تصور جنت سے مطابقت رکھتی ہے۔ دانتے کے خیال کے مطابق دوزخ ایک گہری کھائی ہے جو سیڑھی دار اور تہ بہتہ ہے۔اسلامی روایت میں بھی یہی تصور ملتا ہے جو قرآن پاک کے دوزخ کے بارے میں مختصر بیان کی تشریح کرتا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

> ''جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں کہ ان کو گناہ میں ڈال سکے
> ہاں بدراہوں میں سے جو جو تیرے پیچھے چل پڑے اور ان سب کے وعدے کی جگہ
> جہنم ہے۔اس کے سات دروازے ہیں ہر ایک دروازے کے لئے اُن میں سے
> جماعتیں تقسیم کردی گئیں ہیں'' ﴿۱۳﴾

مولانا فتح محمد جالندھری نے نور ہدایت کے نام سے قرآن پاک کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔جس میں دوزخ کے سات دروازوں کے حوالے سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دروازوں سے مراد طبقے ہیں یعنی دوزخ کے اوپر نیچے سات طبقے ہیں۔پہلا طبقہ جہنم دوسرا لظیٰ تیسرا الحطمہ چوتھا السعیر پانچواں السقر چھٹا الجحیم ساتواں الھاویہ ہے۔قتادہ نے کہا یہ طبقات بلحاظ اعمال ہیں مگر اس کا علم صرف اللہ رب العزت کو ہی ہے کہ کس طرح کے عمل کے لئے کونسا طبقہ ہے مولانا مودودی کے خیال کے مطابق یہ جہنم کے دروازے ان گمرائیوں اور معصیتوں کے لحاظ سے ہیں جن پر چل کر آدمی اپنے لئے دوزخ کی راہ کھولتا ہے مثلاً دہریت کے راستے سے دوزخ کی طرف جاتا ہے، کوئی

شرک کے راستے سے، کوئی نفاق کے راستے، کوئی نفس پرستی کے ذریعے، اور فاسق و فجور کے ذریعے، کوئی ظلم وستم اور خلق آزادی کے راستے سے، کوئی تبلیغ ضلالت اور اقامت کفر کے راستے اور کوئی اشاعت فحشاء ومنکر کے راستے۔

عدد سات اسلامی تصور افلاک کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن پاک میں جہاں سات آسمانوں کا ذکر ہے وہاں اسی تعداد میں زمینوں کا بھی ذکر ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

''اور خدا ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں اُن میں خدا کے حکم سے اُترتے رہتے ہیں تا کہ تم لوگ جان لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ خدا اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے'' ٭۱۴٭

مولانا مودودی نے اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے ایک حوالہ دیا ہے کہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حال ہی میں امریکہ کے رانڈ کارپوریشن نے فلکی مشاہدات سے اندازہ لگایا ہے کہ زمین جس کہکشاں میں پائی جاتی ہے اُسی کے اندر ۶۰ کروڑ ایسے سیارے پائے جاتے ہیں جن کی طبیعی حالات ایسے ہیں جو کہ ہماری زمین سے بہت ملتے جلتے ہیں اور امکان ہے کہ ان کے اندر بھی جاندار مخلوق آباد ہوں (بحوالہ اکانومسٹ، لندن ۲۶ جولائی ۱۹۶۹ء)

بعض روایات میں سات زمینوں یا زمین کے سات پرتوں کا بھی ذکر ملتا ہے ان میں سے سب سے پہلا پرت اویم ہے یعنی زمین کا وہ حصہ جس میں انسان بستے ہیں دوسرا وہ حصہ جسے باسط ہواؤں کے قید خانے کا نام دیا گیا ہے اس میں ایسے لوگ بستے ہیں جو اپنا گوشت کھاتے ہیں اور اپنا خون پیتے ہیں تیسرا ثقیل جو کہ دوزخ کا حجرہ استقبال ہے جہاں لوگ براجمان ہیں جن کے منہ کتے کے، کان بکرے کے، پاوں بیل کے اور کھال بھیڑیا جیسی ہے۔ چوتھا باطح جو ایک وادی ہے جہاں ابلتے کبریت کے ذریعے ان لوگوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ پانچواں حائن جہاں ہر طرح اور ہر جسامت کے سانپ ہیں جو کافروں کا نگلتے ہیں۔ چھٹا ماسکوسجین جہاں گناہوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ ساتواں سقر یہ ابلیس کا مسکن ہے۔

دانتے نے بھی اپنی نظم میں دوزخ کے دوسرے حلقے کو ہواؤں یا جھکڑوں کا نام دیا ہے اس کے خیال میں دوزخ کا یہ حلقہ روشنی سے خالی ہے اور طوفانی موجوں کی طرح زبردست گرج کی آوازیں آتی ہیں۔ دوزخ کا یہ طوفان چکر اور طمانچے لگا کر روحوں کو اپنی رو میں بہا کر لے جاتا ہے یہاں ان لوگوں کو سزا دی جاتی ہے جو شہوت کو عقل پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ دوزخ کے تیسرے حلقے کی سیر کرتا ہے جہاں گندے پانی کی موسلا دار بارش ہوتی ہے جس کے نتیجے ہیں سخت بدبو پھیلتی ہے یہ جگہ بسار خوروں کے لئے ہے۔ اس کے بعد وہ دوزخ کے چوتھے حلقے میں داخل ہوتا ہے اس حلقے میں بخیل لوگوں کو سزا دی جاتی ہے اس حلقے کے نیچے اس سے زیادہ عذاب دیا جاتا ہے۔ اس حلقے میں ایک چشمہ ہے دانتے نے اس حلقے میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر کیا ہے جو مغلوب الغضب تھے۔ اس کے بعد دانتے دوزخ کے پا

Scanned by CamScanner

نچویں حلقے میں داخل ہوتا ہے یہاں ان روحوں کو سزادی جاتی ہے جن میں نمود ونمائش، غروراور حیوانی غصہ پایا جاتا ہے۔اس کے بعد وہ چھٹے حصہ میں داخل ہوتا ہے یہاں ان لوگوں کو عذاب دیا جاتا جو کینہ، بغض کے مرض میں مبتلا ہیں۔دوزخ کا ساتواں حلقہ قاتلوں کے لئے مختص ہے یہاں انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اُس نے دوزخ کے آٹھویں حلقے کے ذیلی حلقوں کا بھی ذکر کیا ہے۔اسی طرح اپنی نظم میں اُس نے سقر یعنی ایک یخ بستہ جگہ کا بھی ذکر کیا ہے جو لوسفر کے لئے ہے جو اسلام کے ابلیس کا متبادل ہے وہاں بھی ابلیس بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔﴿۱۵﴾

اسلام کے پیش کردہ دوزخ کے نقشے میں چٹانوں، پہاڑوں، وادیوں، دریاوں، جھیلوں، سمندر، قلعہ اور پل وغیرہ کا ذکر موجود ہےاان مقامات کے نام عذاب گناہوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔اسلام کے تصور دوزخ میں ذاالحیموم، خندق، سجین، موبق، آثام، الویل، الخبل، الغساق جیسے نام ملتے ہیں۔دانتے جب دوزخ کے آٹھویں حلقے کا ذکر کرتا ہے تو اس کے حلقوں میں خندق، گہری کھائی، پل وغیرہ کا بھی ذکر کرتا ہے﴿۱۶﴾

ابن عربی کے نقشہ دوزخ کے سات حلقے ہیں جو الگ الگ سزاؤں کے لئے ہیں ان میں سے ہر ایک حلقہ سو ذیلی حلقوں میں تقسیم ہے جن میں الگ الگ قید خانے ہیں یوں دوزخ ان حلقوں کی تعداد جنت کے محلات کے برابر ہو جاتی ہے۔دانتے کے تبصرہ نگاروں نے طربیہ خاوندی میں بیان کردہ دوزخ کا ایک نقشہ بنایا جو ہو بہو ابن عربی کے نقشہ دوزخ سے ملتا ہے۔

ابن عربی نے سزاؤں کے پرتوں کی وضاحت انسان کے اعضاء کے حوالے سے کی ہے جن سے مختلف گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے مثلاً آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیٹ، شرم گاہ، اور پاؤں۔ان ہی اعضاء کے حوالے سے دوزخ کے سات پرت بنائے گئے ہیں۔

مولانا روم بھی اس خیال کے حامی تھے انھوں نے بھی دوزخ کے سات دروازوں کا ذکر کیا ہے وہ نفس امارہ کو دوزخ کے سات دروازوں سے تشبیہ دیتے تھے۔ان کے خیال میں جس طرح سات دروازوں والی دوزخ کا کام مبتلائے عذاب کرنا ہے اسی طرح نفس امارہ سات اعضاء سے افعال قبیحہ صادر کروا کر انسان کو مبتلائے عذاب کرتا ہے وہ سات اعضاء یہ ہیں۔اول ذہن جس سے انسان جو کچھ چاہتا ہے کہہ اور کر بیٹھتا ہے۔دوم فرج جس سے زنا اور لواطت وغیرہ صادر ہوتے ہیں۔سوم ہاتھ جو قتل ناحق اور ایذائے مظلوم اور چوری وغیرہ میں مددگار ہوتے ہیں۔چوتھے پاؤں جن کی رفتار اور چلنے پھیرنے سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔پانچواں آنکھ جس سے نامحرم عورت کو نگاہ بد سے دیکھا جاتا ہے۔چھٹے کان جن سے غیبت اور فساد کی باتیں سنتے ہیں۔ساتواں دل جو تمام گناہوں کا مخزن ہے۔

دانتے کی نظم میں سات کے بجائے دس پرتوں کا ذکر ملتا ہے۔پورینا نے دوزخ کی چڑھائی کا بھی نقشہ بنایا جو حجرہ استقبال کی طرح ہے لیکن اس نقشہ اور ابن عربی کے نقشہ میں تضاد پایا جاتا ہے البتہ دیگر

Scanned by CamScanner

صوفیاء کے ہاں اس طرح کا نقشہ ملتا ہے مثلاً ابراہیم حقی نے ترکی انسائیکلو پیڈیا میں جو نقشہ بنایا ہے وہ دانتے کے نقشے سے مماثلت رکھتا ہے۔

دانتے نے اپنی نظم میں برزخ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے خیال میں برزخ ایک پہاڑی ہے جہاں وہ ورجل کے ساتھ اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے۔ اس میں تنگ راستہ ہے جو سیدھا اوپر جاتا ہے۔ اس راستے کے دونوں اطراف چٹانیں ہیں۔ برزخ کی ان چٹانوں کے کنگرے ہیں۔ پہلا کنگرا ''انکساری'' ہے جو فخر کی ضد یا کفارہ ہے۔ دوسرا کنگرا میں حسد کا کفارہ ادا ہوتا ہے۔ چوتھا کنگرا لا پرواہی کا کنگرا ہے۔ پانچواں کنگرا مال و حرص اور بخل کا کفارہ ہے۔ چھٹے کنگرا میں لالچ کے گناہ کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس سے آگے ساتواں اور آخری کنگرا ہے جہاں فسق و فجور کا کفارہ آگ میں ادا ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی برزخ کا ذکر ملتا ہے۔

> ''یہ لوگ اسی طرح غفلت میں رہیں گیں جہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے گی تو کہے گا کہ پروردگار مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں اس میں جس کو چھوڑ آیا ہوں نیک کام کروں ہرگز نہیں یہ ایک ایسی بات ہے کہ وہ اُسے زبان سے کہہ رہا ہوگا اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہوگا اور ان کے پیچھے برزخ ہے جہاں وہ اس دن تک کہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے رہیں گے ﴿۱۷﴾

ارشاد ربانی ہے۔

> ''دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے'' ﴿۱۸﴾

برزخ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی پردہ کے ہیں۔ درج بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اور دنیا کے درمیان ایک روک (پردہ) ہے جو انھیں واپس جانے نہیں دے گا اور قیامت تک یہ دنیا اور آخرت کے درمیان کی حد میں ٹھہرے رہیں گے۔

دانتے نے اپنی نظم میں جنت کا بھی نقشہ کھینچا ہے۔ اُس کے نقشہ دوزخ میں دائرے ہیں برزخ میں کنگرے اس کے برعکس جنت میں وسیع آسمانی دائرے ہیں۔ یہ دائرے اصل جنت نہیں بلکہ اصل جنت علیین ہے اور یہ جنت ماوراء زماں و مکاں ہے۔ دانتے کے خیال میں دوزخ اور برزخ تجربات ہیں لیکن جنت بصیرت یا حافظہ ہے جس کو ہم نامکمل حافظہ کہہ سکتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ جب فلک الہیات پر پہنچتے ہیں تو ان کو فرشتوں کی ستر قطاریں نظر آتی ہیں جو ذات خداوندی کی ثناء خوانی میں مصروف ہیں۔ دانتے جب بیاتریشے کی رہنمائی میں جنت کے اوّل دائرے میں پہنچتا ہے اس کو اس دائرے کا موضوع ذات خداوندی کی توصیف و تعریف نظر آتا ہے۔ یہ سارا سفر مادی احساس سے ماوراء ہے۔ اس کے بعد دانتے فلک قمر پر پہنچتا ہے جہاں بیاتریچے اس کو بتاتی ہے کہ جنت کا یہ مقام ان لوگوں کے لئے ہے جھنوں نے اپنی عفت کی حفاظت کی اس کے ساتھ مزہبیت کی زندگی گزاری

Scanned by CamScanner

لیکن کسی وقت ان کو اپنے اصول توڑنے پر مجبور کیا گیا۔ اس کے بعد وہ فلک عطارد پر پہنچتا ہے اس مقام پر اُسے روحیں زیادہ شفاف نظر نہیں آتی ہیں جس طرح پانی کے اندر مچھلیاں دھندلی نظر آتی ہیں۔ اس کے بعد وہ فلک زہرہ پر پہنچتا ہے اس میں روحیں ایسے چمک رہی ہیں جیسے کسی شعلے کی چنگاریاں چمکتی ہیں۔ اسکے بعد وہ فلک قمر کا نظارہ کرتا ہے اس میں بارہ دائرے ہیں اور ہر دائرے میں کوئی عظیم ہستی موجود ہے۔ فلک مشتری پر جہاں اُس کی روحوں سے گفتگو ہوتی ہے اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا نجات کے لئے مسیحیت پر ایمان لانا ضروری ہے؟ روحیں اس کا جواب دیتی ہیں کہ اللہ رب العزت کے عدل کا تصور انسانی سمجھ سے بالا ہے۔ اب دانتے فلک زحل کا نظارہ کرتا ہے۔ یہ فکر اور مراقبہ کا سیارہ ہے یہاں ان لوگوں کی روحیں ہیں جنہوں نے اپنی زندگی مراقبہ میں گزاری ہے ان کے چہروں کا دیدار علیین میں ہو سکے گا۔ سفر آگے جاری رہتا ہے اور وہ فلک دائم الحرکت میں پہنچتا ہے۔ فلک علیین فکر محض کا نور اور عشق کا فلک ہے۔ یہ دربار ہے جو روز قیامت کو ظاہر ہوگا۔ اس فلک پر نور کا ایک دریا ہے۔ دانتے نے اس دریا سے پانی پینا چاہا مگر جونہی وہ پانی پینے کے لئے جھکتا ہے وہ نور کا دریا سفید گلاب کا پھول بن جاتا ہے۔ یہاں آکر دانتے قوانین فطرت سے ماوراء ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی علیین کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے

> ''یہ بھی سن رکھو کہ نیکوکاروں کے اعمال علّیین میں ہیں۔ اور تم کو کیا معلوم کہ علّیین کیا چیز ہے۔ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ جس کے پاس مقرب فرشتے حاضر رہتے ہیں۔ بیشک نیک لوگ چین میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کرینگے۔ تم ان کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کر لو گے اُن کو شراب خالص سر بمہر پلائی جائے گی۔ جس کی مُہر مشک کی ہوگی۔ تو نعمتوں کے شائقین کو چاہئے کہ اُسی سے رغبت کریں۔ اور اس میں تسنیم کے پانی کی آمیزش ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب پئیں گے'' ﴿۱۹﴾

اسلام میں جو جنت کا تصور ملتا ہے اس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام اور حواء کا پہلا مسکن یہی تھا جہاں انھیں ہر طرح کی آشائس میسر تھیں مگر ایک درخت کے پاس جانے سے روک دیا گیا تھا۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

> ''اور ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمھاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو اور جو چاہو نوش کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ گہنگار ہو جاؤ گے'' ﴿۲۰﴾

لیکن ان دونوں کو شیطان نے دھوکہ دیا اور انھوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ اس پر ان دونوں کو جنت سے نکال دیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

> ''غرض مردود نے دھوکہ دے کر ان کو معصیت کی طرف کھینچ لیا جب انہوں نے

Scanned by CamScanner

درخت کا پھل کھالیا تو ان کے ستر کی چیزیں کھل گیں اور وہ بہشت کے پتے توڑ توڑ کر اپنے اوپر چپکانے اور ستر چھپانے لگے۔ تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ میں نے تم کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمھارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ خدا نے فرمایا تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمھارے لئے ایک وقت خاص تک زمین پر ٹھکانا اور زندگی کا سامان کر دیا گیا ہے۔'' ﴿۲۱﴾

جس جنت سے حضرت آدم علیہ السلام اور حواء کو نکالا گیا تھا بعض علماء کے خیال میں وہ یہی جنت ارضی تھی یا اختلافی مسئلہ میں ایک رائے یہ بھی ہے جس کے قائل دوسرے لوگوں کے علاوہ صوفیاء، معتزلہ، اور اخوان الصفاء کے حکماء بھی شامل ہیں۔ البتہ اس ارضی جنت کے بارے میں ایک اور اختلافی رائے بھی پائی جاتی ہے وہ ہے اس کی جگہ کا تعین۔ بعض کے خیال میں یہ ارضی جنت ملک شام میں واقع تھی اور بعض نے ایران، کالدا اور ہندستان کے نام لئے ہیں۔ ہندستان کے سیلون کی adam pick سب سے زیادہ مشہور ہے۔ ابن بطوطہ نے اس جگہ کی سیر کی۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے اپنی تفسیر قرآن میں ایک عجیب بات لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

> ''اسلامی لٹریچر میں اس کے قریب بات ملتی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے نکالے گئے تو روایت یہ ہے کہ وہ اس کے بعد سراندیپ پہنچے سُبحۃ المرجان میں آزاد بلگرامی نے تفسروں کی روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح ایک اور کتاب آکام المرجان ہے۔ ان دونوں میں ایسی روایات ملتی ہیں کہ آدم علیہ السلام جب فوت ہونے لگے تو ان کا جی چاہا کہ ان کو اس جنت کا سیب ملے۔ غرض ان کی اس طبیعت کی خواہش کو دیکھ کر ان کی اولاد میں سے چند آدمی شمال کی طرف روانہ ہوئے راستے میں فرشتہ نے بتلایا کہ تمھارا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اس واسطے سیب کی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب اگر دیکھا جائے تو ہندوستان میں کشمیر سے زیادہ بہتر سیب کہیں نہیں ملتا ہے اگرچہ ان روایات کو ہم خرافات کا درجہ دیتے ہیں مگر بعض اوقات ان کی تہ میں بڑی حقیقتیں آجاتی ہیں'' ﴿۲۲﴾

دانتے کے خیال میں جنت ارضی کرہ ارض میں واقع سمندر کے ایک جزیرہ کی پہاڑی ہے جو کہ یروشلیم کی مخالف جہت میں واقع ہے۔ دانتے کی نظم میں جنت ارضی اعراف کا آخری مرحلہ ہے ابن عربی اسی خیال کے حامی تھے ﴿۲۳﴾ اعراف میں دانتے کی ملاقات ماتیلدا اور بیاتریچے سے اسی طرح ہوتی ہے جس طرح اسلامی صوفیاء اور شعراء بہشت کی دُلہن سے ملتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اسلام میں پلصراط سے متعلق بہت سی روایات ہیں یہ پل صراط برزخ اور اعراف کا آخری مرحلہ ہے۔ یہ جگہ کافی خوبصورت ہے اس میں درخت، پھل اور پھول موجود ہیں یہاں دو ندیاں بہہ رہی ہیں جن میں غسل کرنے سے گناہوں کی آلودگی دور ہو جاتی ہیں۔ اس کا پانی پینے سے دل کی کدورتوں کو دور کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں پل صراط کا ذکر ملتا ہے۔ ارشاد خاوندی ہے۔

''اور تم میں کوئی شخص نہیں مگر اسے اس پر (پلصراط) گزرنا ہوگا یہ تمھارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گئے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گئے۔ ﴿۲۴﴾

دل کی کدروتوں کو دور کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

''اُن کے دلوں میں جو کدورت ہوگی ان کو نکال کر صاف کر دیں گئے گویا بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گئے'' ﴿۲۵﴾

دانتے نے بھی اپنی نظم میں پل کا ذکر کیا ہے۔ اسلام کی جنت سماوی اور دانتے کی جنت سماوی میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ علماء اسلام جنت کی آسائشوں کو مادی اور روحانی دونوں حوالے سے ترجمانی کرتے ہیں۔ اگر ایک طبقہ علماء ان آسائشوں کو مادی اور حسیاتی قرار دیتا ہے تو دوسرا طبقہ اس کے روحانی ہونے کے قائل ہے۔ اس دوسرے طبقے میں کچھ فلاسفہ اور صوفیاء شامل ہیں۔ مثلاً اس طبقے کے بڑے نمائندے بارہویں صدی کے امام غزالیؒ اور ابن رشد ہیں۔ امام غزالیؒ میزان العمل میں واضح طور پر فرماتے ہیں کہ مادی نقطہ نظر رکھنے والوں کو مستثنیٰ کر دیجئے جو روح کے لافانی ہونے کے قائل نہیں۔ اس کے تمام اہل نظر مفکرین کے نزدیک لذائذ جنت کے حسیاتی پہلو کو بہ نظر استحسان نہیں دیکھتے ﴿۲۶﴾ اپنی کتاب ''احیائے علوم الدین'' میں فرماتے ہیں کہ فلاسفہ کے خیال میں لذائذ جنت خالصتہ روحانی (خیالی) ہیں۔ بعض صوفیاء ان فلاسفہ سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے انہوں نے ان کے وجود سے انکار کر دیا ہے۔ ان فلاسفہ اور صوفیاء کے نزدیک جنت کی آسائشوں کا مدعا مراقبہ ذات خداوندی اور مشاہدہ جمال خداوندی ہے ﴿۲۷﴾۔ ابن رشد بھی اسی خیال کے حامی تھے۔ ابن عربی نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ جنت دو طرح کی ہے ایک مادی دوسری مثالی۔ مثالی جنت ارواح مفکرہ کے لئے ہے اور یہ معرفت اور وجدان کا فلک ہے۔

عیسائیت میں جنت کے دو تصورات ملتے ہیں ایک مادی اور دوسرا مثالی ہے۔ دانتے کی نظم طربیہ خداوندی سے پہلے مسیحی دنیا میں مادی دنیا کا تصور عام تھا۔ قرآن پاک میں بھی جنت کا مادی تصور ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کی ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں جب انھیں ان میں سے

"کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا
اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوئے دیے جائیں گے اور وہاں ان کے لئے
پاک بیویاں ہوں گی اور بہشتوں میں ہمشہ رہیں گئے" ﴿۲۸﴾

اگر اس آیت کا عمیق جائزہ لیا جائے تو اس میں دیناوی لذائذ کا ذکر کر کے انسان کو جنت سماوی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت انسانی عقل کے مطابق بات کرتا ہے۔ انسان چونکہ ان دیناوی لذائذ سے واقف ہے لہذا ان ہی کو مثال بنا کر اسے جنت سماوی کی آسائشوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ آیت بھی جنت سماوی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

دانتے نے بھی جنت روحانی کا تصور دیا ہے وہ مسیحی دنیا کے لئے ایک نیا تصور تھا۔ اس کا تصور جنت دراصل بطلیموسی نظام ہیت کے نو افلاک کے تصور پر مبنی ہے۔ دانتے اپنی نظم میں جب ان سات افلاک کی سیر کرتا ہے تو پہلے فلک میں اس کو مشکل سے ہی کوئی سعید روح ملتی ہے۔ سعید روحوں کا اصل مسکن علیین ہے جو فلک غیر محترک ہے۔ یہی اصل جنت ہے۔ جب وہ اس فلک پر پہنچتا ہے تو روحوں کو مدرج شکل میں نور کے تخت اور کرسیوں پر جلوہ افروز دیکھتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی اسی طرح کا اشارہ ملتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"ان میں سے وہ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں پر نہ دھوپ کی حدّت
دیکھیں گے نہ سردی کی شدت" ﴿۲۹﴾

دانتے کے خیال میں یہ مدرج شکل ایسی ہے گویا وہاں کی پوری محفل نور کا ایک عظیم گلاب ہو جس کے وسط میں مصطفین کے مراقبہ میں ذات خداوندی کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک علیین آسمانی یروشیلم ہے جو زمینی یروشیلم کی افقی جہت میں واقع ہے۔ اس کے بالکل نیچے قصر دوزخ ہے۔ اس طرح جزا اور سزا کے مناظر متوازی ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں دس دس محلات ہیں جن کی الگ الگ ذیلی تقسیم ہے۔ اس تقسیم میں نیک اور بد اعمال کے حوالے سے الگ الگ مسکن ہیں۔

دانتے نے اپنی نظم میں جنت سماوی کا ذکر قطعات ۳۰۔۳۲ میں کیا ہے۔ ان قطعات میں اُس نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ نور الٰہی کے مرکز سے پورے علیین میں جس طرح نور کی شعاعیں پھیلتی ہیں اس سے نور کے روشن دائرے بن جاتے ہیں جن کے جسم اور قطر الگ الگ ہیں۔ ہر دائرہ کی شکل مدرج کی پرت ایسی ہے جس میں متعدد تخت اور کرسیاں ہیں۔ یہاں جو بھی قطار بنتی ہے وہ اس قطار کو گلاب کے پنکھڑیوں سے تشبیہ دیتا ہے اور ہر پنکھڑی کی عظمت کو کرسی کا نام دیتا ہے اور ہر دائرہ کی پنکھڑیاں آسمانی مدرج کی ایک پرت کی تشکیل کرتی ہے۔ ہر روح کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ جس درجے میں ہے اسی کے مطابق اس کو وہ مقام عطا کیا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم اور جدید کے صوفیاء کو الگ جگہ دی گی ہے۔ عورتوں، مردوں اور بچوں کے لئے الگ جگہ ہے۔ دانتے نے جنت میں جگہ پانے والوں

Scanned by CamScanner

کومختلف حصّوں میں تقسیم کر دیا ہے مگر اس کے خیال میں ارواح سعیدہ کی زندگی یکساں ہے اور وہ ہے نور الٰہی کا مراقبہ بیخودی مگر اس بیخودی میں درجہ عشق الٰہی کی اس کیفیت کا انحصار اس درجے پر ہے جو سعید ارواح کو دنیاوی زندگی میں حاصل تھے۔ یہی کیفیت نور کی ان کرنوں کی ہے جو ہر سعید روح سے نکلتی ہیں۔ البتہ سعید روحوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوئی خواہش نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر روح جانتی ہے کی اُسے جو بھی مقام عطا ہوا ہے وہ اس کے استحقاق سے بڑھ کر ہے۔

اسلام میں جنت کی سات حصّوں میں تقسیم صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔ نبی پاک ﷺ کی متعدد احادیث میں جنت کا ذکر باغات، دروازوں اور محلات جیسے الفاظ سے ملتا ہے۔ قرآن پاک میں جنت کا جو نقشہ پیش ہوا اس میں پہلا بلندترین حصہ عظمت خداوندی (دار المقامتہ) کا ہے۔ دوسرا دار السلام، تیسرا دار الخلد، چوتھا دار المناوی، پانچواں دار النعیم، چھٹا جنتہ الفردوس، اور ساتواں جنت عدن ہے۔ بارہویں صدی میں امام فخر الدین رازی نے قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں جو جنت کا نقشہ پیش کیا ہے اُس میں جنت کے آٹھ مرکزی حصّے ہیں اور وہ ایک سو ذیلی حلقوں میں تقسیم ہیں۔

دانتے نے اپنی نظم میں جنت کے حوالے سے محصور باغ، سلطنت کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی حکمرانی ہے اور ایک پہاڑی جس پر مصطفین یکجا ہو کر نور الٰہی کا مراقبہ کرتے ہیں اور ایسے ہی دوسرے الفاظ اور استعاروں کا بھی استعمال کیا ہے ایسا ہی تصور ابن عربی کے ہاں بھی ملتا ہے۔ ان کے خیال میں جنت ایک ایسا باغ ہے جس کے سات حصّے ہیں۔ نور کی سات دیواروں نے یہ تقسیم کی ہے۔ اسی طرح دانتے نے بھی عرش، کرسی اور مدرج نشست جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ﴿۳۰﴾

اس نے اپنی نظم میں جمال خداوندی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ ابن عربی کے خطیرہ القدس کے ہالہ نور سے مماثلت رکھتا ہے۔ اسی طرح دانتے کا تصور معراج اور اسلامی روایتوں میں سعیدہ روحوں کا جمال الٰہی کے دیدار کے سلسلہ میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ جنت کی سیر Good Friday میں کرتا ہے بہت سی اسلامی راویات میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ جمال الٰہی کا دیدار جمعہ کے دن ہوگا۔

رویت باری تعالیٰ کے حوالے سے امام غزالیؒ، ابن رشد اور ابن حزم نے تفصیلاً گفتگو کی ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''احیائے علوم الدین'' میں رویت باری تعالیٰ کے حوالے سے پورا باب راقم کیا ہے۔ ان تمام مفکرین کے نزدیک ظاہری آنکھوں سے اللہ رب العزت کا دیدار ممکن نہیں۔ یہ رویت باری تعالیٰ اُس قوت کی بدولت ہوگی جو اللہ رب العزت ہمارے اندر پیدا کر دے گا۔ اسلامی فکر میں اس خیال کے سب سے بڑے حامی معتزلہ تھے اُن کا نقطہ نظر یہ تھا کہ انسان اپنی ان آنکھوں سے خُدا کا دیدار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے اپنے موقف کی حمایت میں قرآنی آیات سے استدلال کیا۔ قرآن پاک میں ارشاد خُداوندی ہے

Scanned by CamScanner

''اہل کتاب حضرت موسیٰ سے کہتے تھے ہمیں خدا کو ظاہری آنکھوں سے دکھاؤ سوان کے گناہ وجہ سے ان کو بجلی نے آ پکڑا'' ﴿۳۱﴾

اسی طرح اللہ رب العزت فرماتا ہے

''وہ ایسا ہے کہ نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبر دار ہے'' ﴿۳۲﴾

دانتے کا خیال تھا کہ سعید روحیں نور الٰہی کے نقطہ پر اپنی نگاہوں کو مرکوز کر دیں گیں۔ ﴿۳۳﴾

اسلامی مفکرین کے ہاں بھی یہ تصور عام ہے کہ جمال الٰہیٰ کے دیدار سے حاصل ہونے والی مسرت روحوں کو بخود کر دیتی ہے۔ دانتے کے ہاں بھی یہی ملتا ہے کہ رویت باری تعالیٰ کے مسرت سے روح بیخود ہوتی ہے اور ان پر جذب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ﴿۳۴﴾ اہل جنت کے دل و دماغ ہر طرح کی کدروتوں سے پاک ہوں گئے۔ یہ وہ پہلو ہے جو اسلامی مفکرین اور دانتے کی فکر میں مشترک ہے۔

اس ساری بحث سے کے بعد جو نتیجہ بر آمد ہوتا ہے کہ دانتے کے نقادوں نے یہ کوشش کی ہے کی اس کی فکر کو بیرونی (اسلامی) اثرات سے مبّرا اقرار دیں لیکن ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ جس شخص نے اسلامی فکر کے حوالے سے پوری نظم لکھی ہو کیسے ہو سکتا ہے کہ اُس نے اسلام کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ اُس کی وفات سے بہت پہلے قرآن پاک کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا۔ اگر چہ دانتے نے اپنی نظم میں قرآن پاک کا ذکر نہیں کیا البتہ اُس کی نظم میں نبی پاک ﷺ کا ذکر ملتا ہے ﴿۳۵﴾ اس کے علاوہ ابن رشد، ابن سینا اور صلاح الدین ایوبی جیسی شخصیات کے حوالے ملتے ہیں۔ دانتے کی طربیہ میں جو عربی اور اسلامی عناصر ملتے ہیں اس کو اتفاق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس طرح کے اتفاق کا دوسرا نام معجزہ کہلاتا ہے اور دانتے کے بارے میں معجزہ کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ معجزات کا تعلق خاص انبیاء سے ہے۔ اس کی اصل وجہ اسلامی فکر کی وہ روایات ہیں جو مذہبی تصور آخرت کے بارے میں ادبی، فلسفیانہ اور صوفیانہ صورت میں دانتے سے پہلے موجود تھیں یا دانتے کی اپنی زندگی میں معرض وجود میں آئیں۔ دانتے کا ذہن سمندر کی طرح تھا جس میں ثقافت زمانہ کی لہریں ٹھاٹھیں مارتی تھیں ایسا شخص اسلامی علوم وفنون سے کیسے ناواقف رہ سکتا ہے۔ وہ ہمیشہ سچائی کا متلاشی تھا۔ خود اس نے بہت سے مسلم ماہرین فلکیات اور فلاسفہ کا ذکر کیا جن کے خیالات سے اس نے استفادہ کیا ان میں الفارابی، ابن سینا، الغزالی اور ابن رشد خاص طور پر قابل ذکر ہیں ﴿۳۶﴾۔ یہ ساری بحث اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اس کی فکر پر اسلامی تصورات کی گہری چھاپ تھی۔ اُس کی نظم طربیہ خداوندی اسلامی تصورات سے ہی ماخوذ ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ جات

۱۔القرآن ۱۷:۱

۲۔ (جنت ۱۳:۱۲۸۔۱۲۹)

۳۔ (۱۴:۷۷۔۷۸،۸۲)

۴۔ (بہشت ۱۳:۷۶۔۸۴،۱۱۸۔۱۱۹)

۵۔ (بہشت ۱۸:۱۶۔۱۸،۲۹:۸۔۹)

۶۔ (بہشت ۳۰:۴۶۔۵۱،۵۵۔۶۰)

۷۔ (دوزخ ۳:۳۴،۳:۳۸)

۸۔ (دوزخ ۴:۱۰۶)

۹۔القرآن ۷:۴۶

۱۰۔ابن عربی الفتوحات المکیۃ جلد اول ص ۴۱۶، جلد سوم ص ۵۷۷

۱۱۔ علی متقی الرھان پوری کنز العمال فی ثبوت سنن الاقوال والافعال، حیدرآباد ۱۸۹۴ جلد ۷ ص ۲۴۴

۱۲۔ ایضا جلد ۶ ص ۱۰۲

۱۳۔القرآن ۱۵: ۴۲۔۴۳

۱۴۔القرآن ۶۵:۱۲

۱۵۔ (دوزخ ۳۱:۶)

۱۶ (دوزخ ۳۱:۶۸)

۱۷۔ القرآن ۲۳:۱۰

۱۸۔القرآن ۵۵:۲۰

۱۹۔القرآن ۸۳:۱۸۔۲۸

۲۰۔القرآن ۷:۱۹

۲۱۔القرآن ۷:۲۲۔۲۴

۲۲۔مولانا عبیداللہ سندھی تفسیر المقام المحمود، مکی دارالکتب اردو بازار لاہور، ۱۹۹۷ء جلد اوّل ص ۲۴۴

۲۳۔ابن عربی الفتوحات المکیۃ جلد ۳ ص ۵۷۳

۲۴۔القرآن ۱۹:۷۱۔۷۲

۲۵۔القرآن ۱۵:۴۷

۲۶۔امام غزالی میزان العمل ص ۱۵

۲۷ ایضا

۲۸۔ القرآن ۲۵:۲

۲۹۔ القرآن ۱۳:۷۶

۳۰۔ (بہشت ۳۰:۱۰۰،۱۳۲،۳۱:۱۔۵۴،۱۱۲۔۱۱۷،۳۲:۱۔۸۴،۱۱۵۔۱۳۸)

۳۱۔ القرآن ۱۵۲:۴

۳۲۔ القرآن ۱۰۴:۶

۳۳۔ (بہشت ۳۱:۲۷،۳۳:۴۳،۵۰،۵۲،۷۹،۹۷)

۳۴۔ کنزل الاعمال جلد۷ ص۲۳۲

۳۵۔ (دوزخ ۲۸:۲۲۔۶۳)

۳۶۔ (برزخ (دوزخ) ۴:۱۴۳،۱۴۴)

Scanned by CamScanner